Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

Causes of Religious Extremism in the Contemporary Era and Its Solutions in the Light of Islamic Teachings

عصر حاضر میں مذہبی انتہاپسندی کے اسباب اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل

Dr. Shazia Rashid Abbasi
Lecturer, Department of Islamiat
Federal Urdu University of Arts, Science & Technology, Islamabad
Email: drshaziarasheedabbasi@gmail.com

Abstract

In the contemporary era, religious extremism has emerged as a significant intellectual, social, and human problem, the effects of which are evident not only in Muslim societies but also at the global level. Since religion plays a fundamental role in shaping an individual's intellectual, moral, and practical life, a proper understanding of religious teachings contributes to the promotion of peace, moderation, tolerance, and mutual respect in society. Conversely, an inadequate understanding of religious texts, prejudice, emotional intensity, intolerance, and the interpretation of religious injunctions outside their proper context can lead to extremist attitudes and behaviors. Islam, in its fundamental teachings, consistently emphasizes moderation and balance and discourages both excess and negligence. The Qur'an describes the Muslim community as a "moderate nation" (Ummatan Wasatan), thereby guiding it toward a balanced and moderate character, while the life and teachings of the Prophet Muhammad ﷺ provide a practical model of justice, mercy, forgiveness, tolerance, wisdom, and good social conduct. In the contemporary era, important factors contributing to religious extremism include ignorance of religious teachings, inadequate moral and educational upbringing, socio-economic deprivation, political instability, sectarian prejudices, the spread of unauthenticated religious content through social media, and the intellectual vulnerability of young people. In view of this situation, it is essential to academically and critically examine the underlying causes of extremism and formulate effective strategies for its prevention in the light of Islamic teachings. This study seeks to highlight moderation, tolerance, dialogue, justice, and mutual respect as fundamental means of combating extremism in the light of the Qur'an and Sunnah, the Prophetic biography, and Islamic ethical principles.

Keywords: Religious Extremism, Islamic Teachings, Moderation, Tolerance, Contemporary Society

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

مذہبی انتہاپسندی عصر حاضر کے ان سنگین مسائل میں سے ایک ہے جس نے نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ پوری دنیا کے امن، استحکام اور بین المذاہب تعلقات کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو اعتدال، توازن، رحمت، رواداری اور عدل و انصاف کا علمبردار ہے، لیکن افسوس کہ بعض افراد اور گروہ دینی نصوص کی غلط تعبیر، محدود فہم، جہالت، سیاسی مفادات، خارجی مداخلت اور سماجی ناانصافیوں کے باعث انتہاپسندانہ نظریات کو فروغ دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں اسلام کی حقیقی اور پرامن تعلیمات مسخ ہو کر دنیا کے سامنے پیش ہوتی ہیں۔ اس طرزِ فکر نے نہ صرف مسلم معاشروں کے داخلی اتحاد کو نقصان پہنچایا بلکہ اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات، اسلاموفوبیا اور بین الاقوامی سطح پر منفی تاثر کو بھی تقویت دی۔ دورِ حاضر میں مذہبی انتہاپسندی کے اسباب نہایت متنوع اور پیچیدہ ہیں۔ ان میں دینی تعلیمات سے ناواقفیت، قرآن و سنت کی سطحی تعبیر، فقہی اختلافات میں عدم برداشت، سیاسی استحصال، معاشی محرومیاں، سماجی بے چینی، تعلیمی پسماندگی، سوشل میڈیا کے ذریعے نفرت انگیز مواد کی اشاعت، بیرونی مداخلت اور نوجوانوں کی فکری رہنمائی کا فقدان نمایاں ہیں۔ یہ عوامل نوجوان نسل کو انتہاپسندانہ نظریات کی طرف مائل کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں معاشرے میں عدم استحکام، فرقہ واریت، تشدد اور باہمی نفرت فروغ پاتی ہے۔ ایسے حالات میں ضرورت اس امر کی ہے کہ مذہبی انتہاپسندی کا تجزیہ محض سیاسی یا سماجی مسئلہ سمجھ کر نہ کیا جائے بلکہ اسے قرآن و سنت، مقاصدِ شریعت اور اسلامی اخلاقیات کی روشنی میں ایک ہمہ جہت علمی مسئلہ قرار دے کر اس کے حقیقی اسباب اور مؤثر حل تلاش کیے جائیں۔ اسلامی تعلیمات کا مطالعہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے کہ اسلام انسانی جان، مال، عزت، مذہبی آزادی، عدل، امن اور معاشرتی ہم آہنگی کے تحفظ کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن کریم بار بار عدل، احسان، صبر، درگزر، حکمت اور حسنِ مکالمہ کی تلقین کرتا ہے، جبکہ سیرتِ نبوی ﷺ اس بات کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے کہ شدید مخالفت اور دشمنی کے ماحول میں بھی امن، برداشت اور اصلاح کو ترجیح دی گئی۔ یہی اصول آج بھی مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے مضبوط فکری اور عملی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اسلامی تعلیمات کو ان کے جامع، معتدل اور مقاصدی تناظر میں سمجھا جائے تاکہ دین کو تشدد کے بجائے رحمت، اعتدال اور خیر خواہی کے دین کے طور پر پیش کیا جا سکے۔ زیرِ نظر تحقیقی مقالہ "عصر حاضر میں مذہبی انتہاپسندی کے اسباب اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا حل" کے عنوان سے اسی اہم مسئلے کا تحقیقی و تجزیاتی جائزہ پیش کرتا ہے۔ اس میں مذہبی انتہاپسندی کے فکری، سماجی، تعلیمی، سیاسی اور معاشی اسباب کا تنقیدی مطالعہ کرتے ہوئے قرآن مجید، سنتِ نبوی ﷺ، مقاصدِ شریعت اور معاصر اسلامی مفکرین کی آراء کی روشنی میں ایسے عملی اور قابلِ عمل حل پیش کیے جائیں گے جو مسلم معاشروں میں اعتدال، رواداری، امن اور فکری استحکام کے فروغ میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

مذہبی انتہا پسندی کا مفہوم اور اسلامی تصورِ اعتدال

عصرِ حاضر میں مذہبی انتہا پسندی ایک ایسا پیچیدہ اور ہمہ جہت مسئلہ ہے جس نے عالمی سطح پر امن واستحکام، سماجی ہم آہنگی اور بین المذاہب تعلقات کو بری طرح متاثر کیا ہے۔ مذہب، جو بنیادی طور پر انسانیت کی اصلاح، اخلاقی تطہیر اور امن و سلامتی کا ضامن ہوتا ہے، بعض اوقات افراد یا گروہوں کی غلط تعبیرات، محدود فکری افق اور سیاسی مفادات کی وجہ سے شدت پسندی اور تشدد کا ذریعہ بنا دیا جاتا ہے۔ اسلام کے حوالے سے بھی بعض شدت پسند گروہوں کے رویوں نے یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا اسلام سختی، جبر اور تشدد کا مذہب ہے، حالانکہ قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کا گہرا مطالعہ اس تصور کی مکمل نفی کرتا ہے۔ اسلام کی اصل تعلیم اعتدال، توازن، عدل، رحمت اور رواداری پر قائم ہے۔ لغوی اعتبار سے "انتہا پسندی" سے مراد کسی بھی معاملے میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔ عربی زبان میں اس کے لیے "غلو" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جس کے معنی کسی چیز میں حد سے بڑھ جانا اور افراط و تفریط کا شکار ہونا ہیں۔ اسلامی اصطلاح میں غلو سے مراد دین کے کسی معاملے میں ایسی شدت اختیار کرنا ہے جو شریعت کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جائے۔ اسی لیے قرآن مجید نے سابقہ امتوں کو غلو سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ۔[1]

"اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں حد سے تجاوز نہ کرو۔"

اگرچہ یہ خطاب اہلِ کتاب سے ہے، لیکن مفسرین نے واضح کیا ہے کہ یہ اصول امتِ مسلمہ کے لیے بھی باعثِ نصیحت ہے کہ دین میں افراط و تفریط سے اجتناب کیا جائے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو اعتدال اور توازن کی علامت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا۔[2]

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تہذیب کی بنیادی شناخت وسطیت، اعتدال اور عدل ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "وسط" سے مراد عدل، توازن اور بہترین امت ہے، جو ہر قسم کی افراط و تفریط سے محفوظ رہتی ہے۔[3] رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنی امت کو دین میں شدت اختیار کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔[4]

"دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو ہی نے ہلاک کیا۔"

[1] سورۃ النساء، 171:4
[2] سورۃ البقرۃ، 143:2
[3] امام ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی، الجامع لاحکام القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج:2، ص:153
[4] الإمام أحمد بن شعيب النسائي، السنن الکبری، کتاب مناسک الحج، باب التقاط الحصی، دار صادر، بیروت، س ن، حدیث:3057

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 30, 2026

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ دینی معاملات میں غیر ضروری سختی، تشدد اور غلو امتوں کی تباہی کا بنیادی سبب بنتا ہے۔ اس لیے اسلام نے ہمیشہ اعتدال اور توازن کو اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا:

هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ۔[5]

"حد سے بڑھنے والے ہلاک ہو گئے۔"

اس حدیث میں "متنطعون" سے مراد وہ لوگ ہیں جو دین میں بلاوجہ سختی، مبالغہ اور شدت اختیار کرتے ہیں۔ امام نووی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ایسے افراد ہیں جو قول و عمل میں شریعت کی حدود سے تجاوز کرتے ہیں اور لوگوں پر غیر ضروری سختیاں مسلط کرتے ہیں۔[6] اسلام کا عمومی مزاج آسانی اور سہولت پر مبنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ۔ [7]

"بے شک دین آسان ہے۔"

یہ حدیث اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ اسلام انسان کی فطرت سے ہم آہنگ دین ہے، جو اعتدال، حکمت اور آسانی کو فروغ دیتا ہے، نہ کہ شدت، جبر اور تنگ نظری کو۔ اسلامی تاریخ کا مطالعہ بھی اس حقیقت کی گواہی دیتا ہے کہ جب بھی مسلمانوں نے قرآن و سنت کے معتدل منہج کو اپنایا، امت علمی، اخلاقی اور تہذیبی اعتبار سے ترقی کرتی رہی، اور جب غلو، تعصب، تکفیر اور تشدد نے جگہ لی تو امت انتشار اور کمزوری کا شکار ہوئی۔ اسی لیے شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ نے غلو کو امت کی گمراہی کے بنیادی اسباب میں شمار کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر معاملے میں کتاب و سنت اور فہمِ سلف کی پیروی ہی اعتدال کی ضمانت ہے۔[8] اسی طرح امام ابو حامد الغزالی نے بیان کیا ہے کہ اسلام کی حقیقی روح تزکیۂ نفس، اخلاقِ حسنہ اور میانہ روی میں مضمر ہے، جبکہ شدت پسندی اور غلو انسان کو دین کی حقیقی روح سے دور کر دیتے ہیں۔[9]

ان دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ مذہبی انتہاپسندی اسلام کی نمائندہ فکر نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی غلط تعبیر، جہالت، تعصب اور مقاصدِ شریعت سے دوری کا نتیجہ ہے۔ اسلام امن، رحمت، عدل، رواداری اور اعتدال کا دین ہے اور اسی اعتدال کے فروغ میں مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کا بنیادی حل پوشیدہ ہے۔

[5] الإمام مسلم بن الحجاج القشيري، صحيح مسلم، کتاب العلم، باب ھلک المتنطعون، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، حدیث: 2670
[6] الإمام یحیی بن شرف النووي، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج: 16، ص: 220
[7] الإمام محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، کتاب الإيمان، باب الدين يسر، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث: 39
[8] أحمد بن عبد الحليم ابن تيمية، اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج: 1، ص: 328
[9] أبو حامد محمد الغزالي، إحياء علوم الدين، دار ابن حزم، بیروت، س ن، ج: 3، ص: 179

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

عصرِ حاضر میں مذہبی انتہاپسندی کے اسباب

مذہبی انتہاپسندی محض ایک انفرادی رویہ نہیں بلکہ ایک پیچیدہ فکری، سماجی، سیاسی، معاشی اور تعلیمی مسئلہ ہے، جس کے پیچھے متعدد عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ جب ان عوامل کا گہرا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انتہاپسندی کسی ایک سبب کا نتیجہ نہیں بلکہ مختلف داخلی اور خارجی اسباب کے باہمی امتزاج سے وجود میں آتی ہے۔ قرآن مجید، سنتِ نبوی ﷺ اور اسلامی علمی روایت اس مسئلے کے اسباب کی نشاندہی بھی کرتی ہے اور ان کے ازالے کے اصول بھی فراہم کرتی ہے۔

۱۔ دینی تعلیمات سے ناواقفیت اور قرآن و سنت کا سطحی فہم

مذہبی انتہاپسندی کا سب سے بنیادی سبب دین کا ناقص اور غیر متوازن فہم ہے۔ جب قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ کو ان کے سیاق و سباق، مقاصدِ شریعت اور مجموعی تعلیمات سے ہٹ کر سمجھا جاتا ہے تو شدت پسندی جنم لیتی ہے۔ بعض افراد چند آیات یا احادیث کو ان کے صحیح مفہوم سے الگ کر کے اپنے مخصوص نظریات کے حق میں استعمال کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں تکفیر، تشدد اور نفرت جیسے رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ... وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ۔[10]

"وہی اللہ ہے جس نے آپ پر کتاب نازل کی، اس میں کچھ آیات محکم ہیں اور کچھ متشابہ؛ پس جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہ آیات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ فتنہ پیدا کریں۔"

رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن کی غلط تاویل سے خبردار فرمایا۔[11] امام قرطبیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اہلِ زیغ متشابہ نصوص کو اصل بنا کر امت میں اختلاف اور فتنہ پیدا کرتے ہیں۔[12]

۲۔ دین میں غلو اور شدت پسندی

اسلام نے ہمیشہ اعتدال کی تعلیم دی ہے، مگر جب انسان دین میں غیر ضروری سختی اختیار کرتا ہے تو یہی غلو انتہاپسندی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ، فَإِنَّمَا أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ۔[13]

"دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو دین میں غلو نے ہلاک کیا۔"

شیخ الاسلام أحمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ لکھتے ہیں کہ غلو انسان کو سنتِ نبوی ﷺ سے دور اور بدعات و شدت پسندی کے قریب لے جاتا ہے۔[14]

[10] سورۃ آل عمران، 7:3
[11] الإمام محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، کتاب التفسير، باب قوله تعالى: فأما الذين في قلوبهم زيغ، حديث: 4547
[12] امام أبو عبد اللہ محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ج: 4، ص: 14
[13] الإمام محمد بن يزيد ابن ماجه، سنن ابن ماجه، کتاب المناسك، باب قدر حصى الرمي، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، حدیث: 3029

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 30, 2026

۳۔ جہالت اور دینی علماء سے دوری

اسلام نے علم کو ایمان کی بنیاد قرار دیا ہے، لیکن جب معاشرے میں صحیح دینی تعلیم کمزور ہو جائے تو لوگ غیر مستند ذرائع سے دین سیکھنے لگتے ہیں۔ اس کا نتیجہ شدت پسندانہ سوچ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔[15]

"اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھ لیا کرو۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا... وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ۔[16]

امام أبو حامد محمد الغزالي لکھتے ہیں کہ جہالت تمام اخلاقی اور فکری خرابیوں کی جڑ ہے۔[17]

۴۔ سیاسی مفادات اور طاقت کی کشمکش

تاریخ شاہد ہے کہ بعض اوقات مذہب کو سیاسی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا گیا۔ جب سیاسی مقاصد کو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے تو عوام کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں اور معاشرہ شدت پسندی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ۔[18]

"حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط نہ کرو۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حق کو ذاتی مفادات کے لیے استعمال کرنا امت میں فساد اور اختلاف کا باعث بنتا ہے۔[19]

14 شیخ الاسلام أحمد بن عبد الحلیم ابن تیمیۃ، اقتضاء الصراط المستقیم لمخالفۃ أصحاب الجحیم، دار ابن حزم، بیروت، س ن، ج:1، ص:281

15 سورۃ النحل، 43:16

16 الإمام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب العلم، دار صادر، بیروت، س ن، حدیث:2673

17 امام أبو حامد محمد الغزالي، إحیاء علوم الدین، ج:1، ص:53

18 سورۃ البقرۃ، 42:2

19 امام ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج:1، ص:181

OPEN ACCESS

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 30, 2026

۵۔معاشرتی ناانصافی اور معاشی محرومیاں

غربت، بے روزگاری، احساسِ محرومی اور سماجی ناانصافی بھی نوجوانوں کو شدت پسند تنظیموں کے لیے آسان ہدف بنا دیتی ہیں۔اسلام نے معاشرتی انصاف اور انسانی مساوات کو بنیادی اصول قرار دیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ۔[20]

"بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔"

امام أبو عبداللہ محمد بن أحمد القرطبی بیان کرتے ہیں کہ عدل کے قیام سے معاشرتی فساد اور ظلم کا خاتمہ ہوتا ہے۔[21]

٦۔سوشل میڈیا اور ڈیجیٹل ذرائع کا غلط استعمال

عصرِ حاضر میں سوشل میڈیا انتہاپسندانہ نظریات کی ترویج کا ایک مؤثر ذریعہ بن چکا ہے۔غیر مستند خطبات، نفرت انگیز ویڈیوز اور تکفیری مواد نوجوانوں کے افکار کو متاثر کرتے ہیں۔قرآن مجید ہر خبر کی تحقیق کا حکم دیتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا۔[22]

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔"

یہ آیت موجودہ ڈیجیٹل دور میں اطلاعات کی تصدیق کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

۷۔فقہی اختلافات میں عدم برداشت

اسلام نے علمی اختلاف کو رحمت قرار دیا ہے، لیکن جب اختلاف کو دشمنی، تکفیر اور نفرت کا ذریعہ بنا لیا جائے تو انتہاپسندی فروغ پاتی ہے۔صحابۂ کرامؓ اور ائمہ مجتہدین کے درمیان اختلافات موجود تھے، مگر وہ ایک دوسرے کے احترام کو ملحوظ رکھتے تھے۔امام شاطبیؒ بیان کرتے ہیں کہ اختلاف کو نزاع اور دشمنی میں تبدیل کرنا بدعت اور امت کے انتشار کا سبب بنتا ہے۔[23]

[20] سورۃ النحل، 90:16
[21] امام أبو عبداللہ محمد بن أحمد القرطبی، الجامع لأحکام القرآن، ج:10، ص:165
[22] سورۃ الحجرات، 6:49
[23] امام شاطبیؒ، الاعتصام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، س ن، ج:2، ص:172

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

مندرجہ بالا اسباب سے واضح ہوتا ہے کہ مذہبی انتہاپسندی کسی ایک عامل کا نتیجہ نہیں بلکہ فکری انحراف، دینی جہالت، غلو، سیاسی استحصال، معاشرتی ناانصافی، ذرائع ابلاغ کے غلط استعمال اور عدم برداشت جیسے متعدد عوامل کا مجموعہ ہے۔ قرآن و سنت ان تمام اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے اعتدال، علم، عدل، رواداری، تحقیق اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔ للذا مذہبی انتہاپسندی کے مؤثر تدارک کے لیے ضروری ہے کہ ان اسباب کا علمی، تعلیمی، سماجی اور فکری سطح پر علاج کیا جائے اور اسلامی تعلیمات کے معتدل اور جامع تصور کو فروغ دیا جائے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مذہبی انتہاپسندی کا حل

1۔ قرآنِ کریم کا صحیح اور جامع فہم

مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کا سب سے بنیادی اور مؤثر ذریعہ قرآنِ کریم کا صحیح، متوازن اور مقاصدِ شریعت پر مبنی فہم ہے۔ جب قرآن مجید کو اس کے سیاق و سباق، اسبابِ نزول اور مجموعی تعلیمات کی روشنی میں سمجھا جاتا ہے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اعتدال، توازن، رحمت اور عدل کا دین ہے۔ انتہاپسندی عموماً اس وقت جنم لیتی ہے جب بعض افراد چند آیات کو ان کے اصل پس منظر سے الگ کر کے اپنے مخصوص نظریات کی تائید میں استعمال کرتے ہیں۔ قرآن کریم امتِ مسلمہ کو "أُمَّةً وَسَطًا" قرار دیتا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی حقیقی شناخت میانہ روی، انصاف اور اعتدال ہے۔ اس لیے دینی مدارس، جامعات اور دعوتی اداروں میں قرآن کریم کی ایسی تعلیم کو فروغ دینا ضروری ہے جو اعتدال، رواداری اور مقاصدِ شریعت کو نمایاں کرے۔ اس طرزِ تعلیم سے نوجوانوں میں شدت پسندانہ رجحانات کم ہوں گے اور وہ اسلام کی حقیقی روح سے آشنا ہوں گے۔

2۔ سنتِ نبوی ﷺ کی تعلیمات پر عمل

رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی اعتدال، آسانی، رحم دلی اور حسنِ اخلاق کا عملی نمونہ ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ لوگوں کو نرمی، حکمت اور آسانی کی تلقین فرمائی اور دین میں سختی اختیار کرنے سے منع کیا۔ آپ ﷺ نے واضح فرمایا کہ سابقہ امتیں دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، للذا مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہر قسم کی شدت پسندی سے اجتناب کریں۔ سیرتِ نبوی ﷺ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اختلاف، مخالفت اور دشمنی کے ماحول میں بھی آپ ﷺ نے صبر، برداشت، عفو و درگزر اور مکالمے کو ترجیح دی۔ اگر معاشرے میں سیرتِ نبوی ﷺ کی ان تعلیمات کو عام کیا جائے تو مذہبی انتہاپسندی کی بنیادیں خود بخود کمزور ہو جائیں گی۔

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

3۔ صحیح دینی علم اور علماء کی رہنمائی

جہالت اور ناقص دینی فہم مذہبی انتہاپسندی کے بنیادی اسباب میں سے ہیں۔ اسلام نے ہمیشہ اہلِ علم کی طرف رجوع کرنے کی تلقین کی ہے تاکہ دین کے احکام کو صحیح انداز میں سمجھا جاسکے۔ جب نوجوان مستند علماء سے علم حاصل کریں گے اور قرآن و سنت کی صحیح تعبیر سے واقف ہوں گے تو شدت پسند تنظیموں اور گمراہ کن افکار کا شکار ہونے سے محفوظ رہیں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ علمی ادارے تحقیق، اجتہاد، اعتدال اور مکالمے کی روایت کو فروغ دیں اور نوجوانوں کو مستند علمی رہنمائی فراہم کریں۔

4۔ برداشت، رواداری اور حسنِ مکالمہ کا فروغ

اسلام نے اختلافِ رائے کو فطری امر قرار دیا ہے، لیکن اختلاف کو دشمنی، تکفیر اور تشدد میں تبدیل کرنے سے منع کیا ہے۔ قرآن کریم دعوتِ دین کے لیے حکمت، نرم گفتگو اور بہترین اسلوبِ بحث اختیار کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی اسلامی منہج مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کا مؤثر ذریعہ ہے، کیونکہ جب مختلف مکاتبِ فکر اور مذاہب کے درمیان احترام، مکالمہ اور باہمی اعتماد فروغ پاتا ہے تو نفرت اور تشدد کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

5۔ عدل و انصاف کا قیام

اسلامی تعلیمات میں عدل کو معاشرے کی بنیاد قرار دیا گیا ہے۔ جہاں انصاف قائم ہو، حقوق کی حفاظت کی جائے اور قانون سب کے لیے یکساں ہو وہاں انتہاپسندانہ سوچ پروان نہیں چڑھتی۔ اس کے برعکس ظلم، ناانصافی اور احساسِ محرومی شدت پسندی کو فروغ دیتے ہیں۔ قرآن مجید مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر حال میں انصاف قائم کریں، خواہ فیصلہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ اس اصول پر عمل سے معاشرے میں امن، اعتماد اور استحکام پیدا ہوتا ہے، جو انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے ناگزیر ہے۔

6۔ اخلاقی و روحانی تربیت کا فروغ

اسلامی تعلیمات کے مطابق مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے کے لیے افراد کی اخلاقی اور روحانی تربیت نہایت ضروری ہے۔ جب انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، جواب دہی کا احساس، تقویٰ، صبر، تحمل، عفو و درگزر اور حسنِ اخلاق پیدا ہوتا ہے تو وہ تشدد، نفرت اور انتقام جیسے منفی رویوں سے محفوظ رہتا ہے۔ قرآن مجید نے بار بار تزکیۂ نفس کو انسان کی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ وہی شخص فلاح پاتا ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے۔ اس لیے مساجد، مدارس، جامعات اور

دیگر دینی و تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ وہ محض معلومات کی فراہمی پر اکتفا نہ کریں بلکہ نوجوانوں کی اخلاقی اور روحانی تربیت کو بھی اپنی ترجیحات میں شامل کریں۔ جب معاشرے میں تقویٰ، اخلاص، صبر اور برداشت جیسی صفات فروغ پائیں گی تو انتہا پسندانہ افکار کے لیے جگہ باقی نہیں رہے گی۔

7۔خاندانی تربیت اور والدین کی ذمہ داریاں

اسلامی معاشرے میں خاندان کو پہلی درسگاہ کی حیثیت حاصل ہے۔ بچے کی شخصیت، فکر اور کردار کی تشکیل سب سے پہلے گھر میں ہوتی ہے۔ اگر والدین اپنی اولاد کو محبت، اعتدال، برداشت، احترامِ انسانیت اور اسلامی اخلاق کی تعلیم دیں تو وہ مستقبل میں شدت پسندانہ نظریات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اولاد کی بہترین تربیت کو والدین کی بنیادی ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچائیں، جس کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں صحیح دینی تعلیم، اعلیٰ اخلاق اور اعتدال کی راہ پر گامزن کیا جائے۔ لہٰذا مذہبی انتہا پسندی کے تدارک میں خاندان کا کردار بنیادی اور فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے۔

8۔نظامِ تعلیم میں اصلاحات اور فکری اعتدال

دورِ حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے ایسا تعلیمی نظام ناگزیر ہے جو دینی اور عصری علوم میں توازن پیدا کرے۔ اسلام علم، تحقیق، تدبر اور اجتہاد کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اگر نصابِ تعلیم میں قرآن و سنت کی معتدل تعلیمات، مقاصدِ شریعت، سیرتِ نبوی ﷺ، اسلامی اخلاقیات، انسانی حقوق، بین المذاہب احترام اور اختلافِ رائے کے آداب کو مؤثر انداز میں شامل کیا جائے تو طلبہ میں متوازن فکر پروان چڑھے گی۔ اسی طرح تحقیقی ذہن، تنقیدی شعور اور دلیل کی بنیاد پر گفتگو کی تربیت نوجوانوں کو شدت پسندانہ پروپیگنڈے سے محفوظ رکھنے میں معاون ثابت ہوگی۔ اسلام نے ہر خبر کی تحقیق اور ہر معاملے میں بصیرت کے ساتھ فیصلہ کرنے کی تعلیم دی ہے، جو فکری انتہا پسندی کے سدباب کا اہم ذریعہ ہے۔

9۔ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا کا مثبت استعمال

موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ اور سوشل میڈیا نوجوانوں کی فکر اور طرزِ عمل پر گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے بعض شدت پسند گروہ انہی ذرائع کو نفرت، تکفیر اور تشدد پر مبنی نظریات کی اشاعت کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے کہ ابلاغ کے ہر ذریعے کو خیر، اصلاح، دعوت، امن اور اخوت کے فروغ کے لیے استعمال کیا جائے۔ قرآن کریم نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون کا حکم دیتا ہے اور گناہ و زیادتی میں تعاون سے منع کرتا ہے۔ اس لیے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
July 30, 2026

حکومت، تعلیمی اداروں، دینی مراکز اور ذرائع ابلاغ کی مشترکہ ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا پر اعتدال، رواداری، سیرتِ نبوی ﷺ اور اسلامی اخلاقیات سے متعلق معیاری مواد عام کریں اور نفرت انگیز مواد کی مؤثر روک تھام کریں۔

10۔ریاست، علماء اور سماجی اداروں کی مشترکہ ذمہ داری

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مذہبی انتہا پسندی کا خاتمہ صرف انفرادی کوششوں سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے ریاست، علماء، تعلیمی اداروں، ذرائع ابلاغ اور سماجی تنظیموں کے درمیان مؤثر تعاون ضروری ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ وہ عدل وانصاف کو یقینی بنائے، نوجوانوں کو معیاری تعلیم اور روزگار کے مواقع فراہم کرے، نفرت انگیز تقاریر اور تشدد پر مبنی سرگرمیوں کی حوصلہ شکنی کرے اور قانون کی بالادستی کو مضبوط بنائے۔ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ قرآن وسنت کی معتدل تعلیمات کو عام کریں، اختلافِ رائے میں برداشت کا رویہ پیدا کریں اور نوجوانوں کے فکری شبہات کا علمی جواب دیں۔ اسی طرح تعلیمی اور سماجی ادارے ایسے پروگرام مرتب کریں جن سے قومی یکجہتی، بین المسالک ہم آہنگی، احترامِ انسانیت اور سماجی امن کو فروغ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، اور ایک دوسری روایت میں فرمایا کہ مخلوق پر رحم کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرماتا ہے۔ یہ تعلیمات واضح کرتی ہیں کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد امن، رحمت اور خیر خواہی پر قائم ہے، نہ کہ تشدد اور انتقام پر۔

اسلامی تعلیمات کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مذہبی انتہا پسندی کا مؤثر اور دیرپا حل صرف قانونی کارروائی یا طاقت کے استعمال میں نہیں بلکہ قرآن وسنت کی معتدل تعلیمات کو فروغ دینے، صحیح دینی علم کی اشاعت، اخلاقی وروحانی تربیت، خاندانی استحکام، تعلیمی اصلاحات، ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال، عدل وانصاف کے قیام اور ریاست وعلماء کے باہمی تعاون میں مضمر ہے۔ جب یہ اصول عملی زندگی کا حصہ بن جائیں گے تو معاشرے میں برداشت، اعتدال، اخوت، امن اور استحکام فروغ پائے گا اور مذہبی انتہا پسندی کی جڑیں بتدریج کمزور ہوتی چلی جائیں گی۔ یہی اسلام کا حقیقی پیغام ہے اور یہی عصرِ حاضر کے اس اہم مسئلے کا پائیدار حل بھی ہے۔

خلاصہ بحث

عصرِ حاضر میں مذہبی انتہا پسندی ایک ایسا سنگین فکری، سماجی اور عالمی مسئلہ بن چکا ہے جس نے نہ صرف مسلم معاشروں بلکہ پوری دنیا کے امن، استحکام، بین المذاہب تعلقات اور انسانی اقدار کو گہرے طور پر متاثر کیا ہے۔ اگرچہ اسلام امن، اعتدال، رواداری، عدل اور رحمت کا دین ہے، لیکن قرآن وسنت کی غلط تعبیر، دینی تعلیمات سے ناواقفیت، غلو، تکفیری رجحانات، سیاسی مفادات، معاشرتی ناانصافی، معاشی محرومیاں، تعلیمی پسماندگی، سوشل میڈیا کے منفی استعمال اور فکری انتشار نے بعض

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 30, 2026

افراد اور گروہوں کو انتہا پسندانہ نظریات کی طرف مائل کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں تشدد، عدم برداشت، فرقہ واریت اور مذہب کے نام پر نفرت کو فروغ ملا۔ اس تحقیقی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مذہبی انتہا پسندی اسلام کی حقیقی تعلیمات کی نمائندہ نہیں بلکہ دینی نصوص کے غلط فہم، مقاصدِ شریعت سے دوری اور اعتدال کے اسلامی تصور سے انحراف کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید نے امتِ مسلمہ کو "امتِ وسط" قرار دے کر اعتدال اور توازن کو اسلامی معاشرے کی بنیاد بنایا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے دین میں غلو، شدت پسندی اور غیر ضروری سختی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اسی لیے اسلامی تعلیمات مذہبی انتہا پسندی کے تدارک کے لیے ایک جامع اور متوازن لائحۂ عمل پیش کرتی ہیں، جس کی بنیاد صحیح دینی فہم، قرآن و سنت کی درست تعبیر، اخلاقی و روحانی تربیت، مستند علماء کی رہنمائی، عدل و انصاف کے قیام، برداشت اور رواداری کے فروغ، اختلافِ رائے کے آداب، خاندانی تربیت، تعلیمی اصلاحات، نوجوانوں کی فکری رہنمائی، ذرائع ابلاغ کے مثبت استعمال، بین المسالک و بین المذاہب مکالمے اور ریاستی سطح پر مؤثر قانون سازی پر قائم ہے۔ مزید برآں اسلام انسانی جان، عزت، مال اور بنیادی حقوق کے تحفظ کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہے اور ہر اس عمل کی مذمت کرتا ہے جو ظلم، فساد، تشدد یا انسانی جان کے ضیاع کا باعث بنے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ مذہبی انتہا پسندی کا دیرپا خاتمہ صرف عسکری یا قانونی اقدامات سے ممکن نہیں بلکہ اس کے لیے فکری، تعلیمی، اخلاقی، سماجی اور دینی سطح پر جامع اصلاحی حکمتِ عملی اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ جب قرآن و سنت کی معتدل تعلیمات کو معاشرے میں عام کیا جائے، نوجوان نسل کو صحیح دینی شعور، تنقیدی فکر اور اخلاقی تربیت فراہم کی جائے، اور ریاست، علماء، تعلیمی ادارے، ذرائع ابلاغ اور سماجی تنظیمیں مشترکہ طور پر اعتدال، اخوت، برداشت اور انصاف کے فروغ کے لیے کردار ادا کریں تو ایک ایسا پُرامن، متوازن اور مستحکم معاشرہ تشکیل پا سکتا ہے جو اسلام کے عالمگیر پیغامِ رحمت، انسان دوستی اور اعتدال کا حقیقی مظہر ہو۔

نتائج بحث

۱۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ عصر حاضر میں مذہبی انتہا پسندی کے پیدا ہونے کے متعدد اسباب ہیں، جن میں دینی تعلیمات کا سطحی اور ناقص فہم، قرآن و سنت کے نصوص کی سیاق و سباق سے ہٹ کر تشریح، کم علمی، جذباتیت، عدم برداشت، سیاسی و معاشرتی محرومیاں اور بعض اوقات مذہب کے نام پر ذاتی یا گروہی مفادات کا حصول شامل ہیں۔

۲۔ مذہبی انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے قرآن و سنت کی متوازن اور جامع تعلیمات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔ اسلام اعتدال، میانہ روی، حکمت، رواداری اور عدل کی تعلیم دیتا ہے، اس لیے دینی نصوص کو جزوی طور پر سمجھنے یا اپنے مخصوص نظریات کے اثبات کے لیے استعمال کرنے کے بجائے مستند علماء کی رہنمائی میں ان کا صحیح مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 6 Issue 7 | July 2026
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: July 30, 2026

۳۔ تحقیق سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات انسان کو افراط و تفریط سے بچا کر اعتدال اور توازن کی راہ اختیار کرنے کی ہدایت کرتی ہیں۔ قرآن کریم نے امت مسلمہ کو اُمّتِ وسط قرار دیا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں بھی نرمی، عفو و در گزر، تحمل، برداشت اور حکمت کے بے شمار عملی نمونے موجود ہیں۔ لہٰذا انتہاپسندی کو اسلامی تعلیمات کا نمائندہ قرار دینا درست نہیں۔

۴۔ مذہبی انتہاپسندی کے خاتمے میں معیاری دینی و عصری تعلیم کا بنیادی کردار ہے۔ نوجوان نسل کو قرآن و سنت کی صحیح تعلیم، سیرت النبی ﷺ، اسلامی اخلاقیات، انسانی حقوق، اختلافِ رائے کے آداب اور بین المسالک و بین المذاہب رواداری سے آگاہ کیا جائے تو انتہاپسندانہ افکار کے اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔

۵۔ انتہاپسندی کے سدباب کے لیے صرف ریاستی اقدامات کافی نہیں بلکہ علماء، دینی مدارس، جامعات، والدین، میڈیا اور سماجی اداروں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ علماء کو اعتدال پسند دینی فکر کو فروغ دینا، تعلیمی اداروں کو تنقیدی اور متوازن سوچ پیدا کرنا، جبکہ ریاست کو عدل، مساوات، قانون کی بالادستی اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا چاہیے۔

۶۔ مذہبی انتہاپسندی کا پائیدار حل صرف نظری گفتگو میں نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کو عملی زندگی میں نافذ کرنے میں ہے۔ عدل، رحمت، اخوت، انسانی جان و مال کا احترام، رواداری، مشاورت، حسنِ اخلاق اور اختلاف کے باوجود باہمی احترام جیسی اسلامی اقدار کو معاشرے میں فروغ دے کر ایک ایسا متوازن ماحول قائم کیا جا سکتا ہے جہاں انتہاپسندانہ سوچ کے لیے گنجائش کم سے کم رہ جائے۔

CC BY